سورج سے ذرا کہہ دو پردے میں چلا جائے
زینب کی اسیری کا افسانہ کہا جائے

دریا کے کنارے پر پہرے ہے لعینوں کے
کونین کے والی کو پانی نہ دیا جائے

اے ثانیءِ زہرا مُنھ بالوں سے چھپا لینا
تطہیر کی چادر کو جب چھین لیا جائے

اللہ رے قیامت ہے کربل کے بیاباں میں
قاسم کا جواں لاشہ پامال کیا جائے

سوچا یہ ستم گر نے شبّیر کو تڑپا کر
تُربت میں محمد کو بے چین کیا جائے

دریا کا کِنارا ہو قبضہ میں تیرے ظالم
اور سِبطِ پیمبر کو پانی نہ دِیا جائے

اکبر کی جوانی میں یہ کون نظر آیا
عاشور کی شب چل کر لیلےٰ سے سُنا جائے

گُھٹ گُھٹ کے اسیری میں چُپ ہوگئی معصومہ
تاریکیِٔ زنداں کا کیا حال کہا جائے

عابد کی اسیری کا کیا حال سُناؤں میں
بیمار ہے وہ غازی دِل غم سے چھدا جائے

بے شِیر رہا تشنہ دریا کے کِنارے پر
یہ ظلم تیرا ظالم کِس کِس سے کہا جائے